ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی مرحوم (آخری قسط)

ایچ عبدالرقیب

خدمات اور کارنامے

ذیل میں چند ایک نمونے ان کتابوں سے پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ ڈاکٹر فریدی مرحوم کے افکار و خیالات سے ہم استفادہ کر سکیں۔

ڈاکٹر فریدی مرحوم خواتین کے تعلق سے باہر سے اٹھنے والے فتنوں سے جہاں اور جتنے باخبر تھے وہیں ملت اور تحریک اسلامی کے اندران کی حالت زار پر بھی انھوں نے بڑے پر زور اور پر سوز انداز سے اپنی بات پیش کی ہے۔ تحریک اسلامی اور خواتین کے کردار کے عنوان پر اظہار کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے:

"خواتین کا احساس کمتری دور کرنے میں تحریک اسلامی کو قائدانہ کردار ادا کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے کہ تہذیب مغرب کی یورش سے آپ اپنے خاندان اور خواتین کو بچا سکیں۔ ادارے اور نقطہ ہائے نظر تو ایک ایک کر کے ٹوٹ رہے ہیں۔ مگر اس سیلاب میں وہ اقدار بھی بہہ رہی ہیں، جو قرآن و سنت نے عطا کی ہیں۔ خواتین کا تاثر یہ ہے کہ مذہب اور تحریک اسلامی، دونوں خواتین کو فروتر سمجھتے ہیں، ان پر بندشیں عائد کرتے ہیں اور ان کے جائز حقوق سے بے نیاز ہیں۔ اس لئے وہ عصری تہذیب کو لبیک کہہ رہی ہیں اور تحریک اسلامی کے متعلق وہ گونا گوں اندیشوں میں مبتلا ہیں۔ ہمیں پوری جرأت اور ایمان و یقین کے ساتھ مدینہ منورہ کی اس سوسائٹی کو زندہ کرنا چاہئے، جس نے رسول اکرم ﷺ کی قیادت میں خواتین کا مرتبہ اور مقام متعین کیا تھا۔ قرآن کریم کی تعلیمات کا رازداں آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ بلاخوف لومۃ لائم اس سماج کے طرز عمل اور طرز فکر کی تجدید کرنا چاہئے۔ چاہے اس کے نتیجے میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو خیر باد کہہ کر اس طرز فکر کو بدلنا پڑے، جسے ہم نے تاریخی عمل کے تحت مذہبی جواز عطا کر دیا ہے"۔ (تحریک اسلامی اور خواتین کا کردار۔ ص ۱۶-۱۷)

:موجودہ زمانے میں دینی تعلیم کی حالتِ زار پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے

دینی تعلیم نے امت مسلمہ کی تاریخ میں درخشاں کردار ادا کیا ہے۔اس نے فرد اور سماج کو صحتمند اور خداشناس بنایا ہے۔'' تقویٰ اور اخلاق کے چشمے جاری کئے ہیں اور دنیا کی تعمیر اور تشکیل کے نقشے بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔لیکن دینی تعلیم کے انحطاط اور اس کے غلط رخ اختیار کرنے کی وجہ سے اس میں بعض اوقات فلسفہ،منطق اور کلام نے قرآن کریم اور حدیث کے گہرے مطالعے اور درس وتدریس کا مقام لے لیا ہے، جیسی کہ امام غزالیؒ کے دور سے متصل صورتحال تھی اور وہی یا اسی سے کچھ کم وبیش صورتحال مروج درس نظامی کی بھی ہے۔اس نے امت مسلمہ کی حرکیت اور تعمیر وتشکیل معاشرہ کے عزم وحوصلے کو کمزور کیا ہے، دینداری، معراج ترک دنیا اور ترک لذات قرار دیا ہے۔دنیوی علوم اور فنی مہارت کو دین کے منافی قرار دیا ہے۔اس نے تصوف کے غالی اور غیر اسلامی رخ کو تقویت بخشی ہے، یہاں تک کہ آج دینی تعلیم کے نام سے ایسی تعلیم دی جارہی ہے جو طالب علم کو ارضی حقیقتوں سے بے خبر رکھتی ہے حال سے بے نیاز کرکے ماضی میں جینے اور سانس لینے کی عادت ڈالتی ہے اور دین ودنیا کی مصنوعی تقسیم کو بالواسطہ تقویت پہنچاتی ہے۔عبادات کے رسوم پر اتنا زور دیتی ہے کہ معاملات کی اہمیت اوجھل ہو جاتی ہے۔چنانچہ دینی مدارس سے فارغ طلبہ کی اکثریت، جامعات سے نکلنے کے بعد دنیا میں کوئی حرکی کردار ادا کرنے کے قابل نہیں رہ جاتی۔پھر مادی ضرورتوں کے دباؤ کے تحت وہ یا تو اس سیلاب میں بہہ جاتی ہے، جس پر آج کا انسان عارضی کشتیوں کے سہارے تیر رہا ہے یا وہ مسجدوں میں امام اور مؤذن بن کر تنگدستی اور فقر وفاقہ کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔نہ امت مسلمہ ان کو قیادت اور رہنمائی کا منصب عطا کرتی ہے اور نہ وہ اس کے اہل ہی بن کر نکلتے ہیں۔دینی تعلیم تو امت مسلمہ کی نظریاتی اور اخلاقی زندگی کا حصار تھی اور اس ملت کی اجتماعی زندگی کی شہ رگ تھی، مگر آج کے دینی مدارس تو اس طاغوت سے بے خبر ہیں، جس نے پوری انسانیت کو اپنے نرغے میں لے رکھا ہے۔وہ اس (٦١: کے مقابلے میں جوابی سیلاب کیسے برپا کرسکتے ہیں؟(اقامت دین کا سفر۔ص

معاشیات ڈاکٹر فریدی مرحوم کا خاص میدان رہا ہے۔اس پر آپ نے بہت لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ان کی مختصر کتاب 'اسلامی معاشیات' اور سرمایہ دارانہ نظام۔ایک چیلنج کا ہمارے تمام ہی نوجوانوں کو خصوصی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ان میں موجودہ دور کے سرمایہ دارانہ نظام کا بھرپور جائزہ بھی ہے، اسلامی معاشیات اور بینکنگ کے خدوخال بھی واضح کئے گئے ہیں اور آج بھی :ہمیں کرنا کیا ہے اس کا واضح نقشہ بھی پیش کیا ہے۔معاشی جدوجہد کے تعلق سے فریدی مرحوم لکھتے ہیں

افلاس سے رستگاری اور معاشی استقلال دینی اقدار کو برتنے اور ایمان و اخلاق کی سلامتی کے لئے بھی ضروری ہیں۔"
اس کا ایک دوسرا نہایت اہم رخ یہ ہے کہ اس جدوجہد کے ذریعے دین حق کی صداقتوں پر عملی گواہی دی جاسکتی ہے۔اس کی اقدار کا رحمت ہونا واضح کیا جاسکتا ہے۔ان تعلیمات پر عمل کر کے انسانیت پر یہ بھی واضح کیا جاسکتا ہے کہ معاش حاصل کرنے کے وہ وسیلے کیا ہیں جن سے پیٹ بھی بھرتا ہے۔تن بھی ڈھانپا جاسکتا ہے۔چھت بھی فراہم کی جاسکتی ہے۔مرض بھی دور کیا جاسکتا ہے۔لیکن خیانت اور بددیانتی اور ظلم واستحصال کے ہمراہ نہیں بلکہ ان کا ازالہ کر کے۔مسلمان سرمایہ کار اور صنعت کار اگر اپنے حسابات میں ذاتی نفع پر اللہ تبارک وتعالی کی خلقت کی منفعت کو ترجیح دیتا ہے، جب وہ ذاتی لاگت کے ساتھ ساتھ سماجی مضرتوں کو مد نظر رکھتا ہے تو وہی حق کا ایسا شاہد بنتا ہے جو ہزار ہا وعظوں اور تقریروں پر فوقیت رکھتا ہے۔جب وہ اپنی آمدنی اور مصارف میں سے غریب اعزاء اور فقراء ومساکین کا لازمی حق ادا کرتا ہے تو وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر حق کا داعی ہوتا ہے۔یہ بات ہمیشہ صحیح تھی لیکن دور حاضر میں تو اس کی اہمیت حد درجہ زیادہ ہو گئی ہے"۔ (اقامت دین کا سفر۔ص ۹۲۔۹۳)

انگریزی اور دوسری زبانوں میں کتب

ڈاکٹر فریدی مرحوم بیک وقت اردو اور انگریزی زبان میں لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے تھے،اس کے ثبوت میں ان کی بعض انگریزی کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں۔جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کی بعض اہم تحریریں تمل اور ملیالم زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کی گئیں جو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں، خاص طور پر دہشت گردی پر ان کے عالمانہ اور تجزیاتی مقالے کو نہ صرف جماعتی حلقوں میں بلکہ ملک وملت کے دوسرے حلقوں میں بھی پسند کیا گیا اور سراہا گیا۔

مرحوم ایم اے جمیل احمد صاحب (مدراس) کو شدید احساس تھا کہ تحریک اسلامی نے آزادی کے بعد پیدا ہونے والے صورتحال کا پورے طور پر جائزہ لے کر رونما ہونے والے مسائل کو اسلامی نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا ہے اور نئے مسائل کے حل کے طور پر پیش کرنے میں کوئی بڑا کام نہیں کیا ہے۔اس خلا کو پر کئے بغیر ملک عزیز میں دعوت اسلامی اور شہادت حق کا فریضہ انجام نہیں دیا

جاسکتااس کے لئے پرانے لٹریچر کو نئے انداز سے ترتیب دینا، نئے مسائل کا معقول تجزیہ کر کے نئے اسلوب میں ڈھال کر، بہترین طباعت سے گزار کر عوام وخواص کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔اس سلسلے میں وہ دنیا بھر کے مشاہیر سے ربط رکھتے، ان کی تحریروں اور تقاریر اوران کے اقتباسات کو حاصل کر کے خود مطالعہ کرتے اور تحریک اسلامی کے قائدین اور مصنفین و مقررین کو فراہم کرنے کی سعی مسلسل کرتے۔ملک میں ان کی نگاہیں ڈاکٹر فریدی، ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اور مولانا سید جلال الدین عمری پر تھیں۔ڈاکٹر فریدی ملک ہی میں موجود تھے۔انھوں نے ڈاکٹر صاحب سے مل کر منصوبہ بنایا کہ وہ تملناڈو تشریف لائیں، ان کے قیام اور دیگر ضروریات کے اہتمام کا منصوبہ ترتیب بھی دیا لیکن فریدی صاحب اپنے نجی مسائل اور خرابی صحت کی بنا پر ایسا نہیں کر سکے اور ایک بڑا نقشہ جو جمیل احمد صاحب مرحوم کے خوابوں کی تعبیر تھا وہ روبہ عمل نہ ہو سکا۔البتہ اس کے نتیجے میں ایک نئی کتاب Living as a Muslim in a Plural Society ۔ اسلامک فائونڈیشن ٹرسٹ (IFT) نے اچھے گٹ اپ کے ساتھ شائع کر کے ملک کے مختلف دانشوروں کو روانہ کیا اور کئی ایک موقر جریدوں کو review کے لئے بھی بھیجا۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی مرحوم نے ۱۱، ستمبر ۲۰۰۱ء کو نیویارک ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ اور اس کے بعد رونما ہونے والی صورت حال پر شائع ہونے والے اہم مضامین کو یکجا کر کے Operation Enduring Freedom Global Supermacy کے نام سے مرتب کیا ہے اور اسے مرکزی مکتبہ اسلامی نے شائع کیا۔یہ کتاب بہت جامع، قیمتی اور اس حادثے کے بعض ایسے گوشوں اور پہلوئوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو عام طور پر قارئین کے علم میں نہیں ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی صاحب مرحوم ایک عرصے تک انگریزی ہفت روزہ 'ریڈ یئنس' نئی دہلی کے ایڈیٹر بھی رہے اور ملک کے مشہور علمی و تحقیقی ادارہ ''ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ کے سکریٹری بھی۔اس کے علاوہ ابتدائی دور میں علی گڑھ کے اسلامک ریسرچ سرکل کے تحت Islamic Thought نامی ایک سہ ماہی جریدہ بھی شائع ہوتا تھا۔جس کے ڈائرکٹر مولانا صدرالدین اصلاحی تھے، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اسسٹنٹ ڈائرکٹر اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی چیف ایڈیٹر تھے۔

آخری بات

ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی مرحوم اس بات کے قائل تھے کہ علماء اور دانشوروں بشمول تحریک اسلامی کو صرف دفاع یا تحفظ کا رویہ اختیار کرنے کے بجائے اسلامی نقطۂ نظر کو پوری قوت اور جرأت ایمانی کے ساتھ اقدامی انداز میں پیش کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر فریدی مرحوم کی خدمات کو قبول فرمائے، اس کا بھرپور اجر عطا فرمائے اور ان کا نعم البدل بھی فراہم کرے۔